Tauseeq, Volume. 6, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v6i1.5

Received: 16-06-2025
Accepted: 20-06-2025
Published: 30-06-2025

مصنوعی ذہانت اور علمی سرقہ: چیلنجز اور ممکنات

Artificial Intelligence and Intellectual plagiarism: Challenges and Possibilities

ڈاکٹر عمر فاروق سیال*

Abstract:

Plagiarism refers to the act of presenting another person's research, ideas, or creative work as one's own without giving due credit. Research is considered a highly respected and noble pursuit, but when ethical principles are violated within it, the integrity of research is compromised. This violation is known as plagiarism.

Plagiarism is not limited to material or physical objects, it also includes intellectual and practical assets. Historically, plagiarism has often occurred in literary creations. When a poet or novelist benefits, either openly or secretly from the research or experience of another creator and does not acknowledge the source, it falls under the category of plagiarism.

In the modern age, various digital tools have emerged that not only assist writers but are also capable of generating detailed articles from a single prompt through artificial intelligence. Generally, when a human researcher commits plagiarism, an individual or institution may detect it and raise their voice. However, in the case of machine-generated plagiarism, tools such as ChatGPT, DeepSeek, and many other similar software now available in the market can produce entire texts, making detection more complex.

Plagiarism is a violation on both moral and legal grounds. Therefore, in this new era, it is necessary for institutions to enact regulations that address the various forms of plagiarism emerging from AI-assisted research, so that such practices can be minimized.

Keywords: Plagiarism, research , digital tools, Artificial Intelligence AI,

*لیکچرار، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

انسانی ذہن اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے ساتھ ساتھ جدید تحقیق اور تعلیم نے بھی ترقی کی ہے۔ 2022 ایسا سال ہے جس میں Open AI کو متعارف کرایا گیا جس کے ساتھ ہی نہ صرف کمپیوٹر بلکہ صحت، تعلیم، تحقیق یہاں تک کہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں ایک ہنگامہ خیز تبدیلی آئی۔ان سب میں سے ChatGPT شاید پہلا ایسا ٹول تھا جس تک عام لوگوں کو رسائی حاصل ہوئی،اب تو کئی ایسے ٹولز مارکیٹ میں آچکے ہیں۔ مصنوعی ذہانت نے جہاں بہت سی سہولیات پیدا کی ہیں وہاں کئی طرح کے مسائل کو بھی جنم دیا ہے جس کے نتیجے میں تحقیق اور تعلیم کی دنیا کے سامنے نئے چیلنجز آئے ہیں۔ مصنوعی ذہانت کے ٹولز میں انسان ایک جملہ، ایک عنوان یا ایک موضوع تجویز کرتا ہے تو اس کے مقابلے میں ایک پورا مضمون پیش کر دیا جاتا ہے۔ یہ ایک عام سی سہولت کے طور پر سامنے آنے والا ٹول ہے لیکن اگر اسی کو کچھ پیسے ادا کر کے خریدا گیا ہو تو یہ اس سے بھی بہترین نتائج مل سکتے ہیں۔

اب مارکیٹ میں دستیاب اسی طرز کے کئی ماڈل کام کر رہے ہیں جو کسی بھی متن کو کئی طرح سے تبدیل کرنے یا لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

1۔ مخصوص، عنوان یا کوئی جملہ لکھ کر یا ہدایت دے کر کوئی تحریر از سر نو لکھوانا۔

2۔ پہلے سے دستیاب مواد پر نظر ثانی کرنا اور مختلف اسلوب میں لکھوانا۔

3۔ پہلے سے موجود کسی متن کی مقدار کم یا زیادہ کرنا۔

4۔ پہلے سے موجود کسی مضمون یا متن کا خلاصہ دینا اور اس سے نیا متن تیار کرانا۔

5۔ کسی خاص موضوع پر تخلیقی متن تیار کرانا۔

سرقہ یا Plagiarism سے مراد کسی کے کام، خیال، نظریات یا تحریر و تخلیق کی چوری ہے جو حوالہ دیے بغیر اپنی بنالی جاتی ہے۔ یہاں سرقے کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ایک کو علمی یا تحقیقی سرقہ جبکہ دوسرے کو تخلیقی سرقہ کا نام دیا جائے گا۔ تخلیق میں سرقہ ہونا اور اس کی نوعیت، اقسام وغیرہ ایک الگ علاقہ ہے جبکہ یہاں علمی یا تحقیقی سرقے کو موضوع بنایا گیا ہے۔

اس حوالے سے آکسفوڈ یونیورسٹی کی ویب سائٹ کے مطابق:

> Presenting work or ideas from another source as your own, with or without consent of the original author, by incorporating it into your work without full acknowledgement.[1]

جبکہ براٹینکا کے مطابق

Plagiarism is using another person's words or ideas without giving credit to that person.[2]

مندرجہ بالا دونوں انگریزی حوالوں کے مطابق کسی دوسرے ذریعے سے تحقیق یا علم کو اپنا بنا کر پیش کرنا سرقہ ہے۔

اردو کا زیادہ تر تحقیقی، تنقیدی اور تخلیقی کام چونکہ سافٹ میں موجود نہیں لہٰذا مماثلت اور مطابقت تو ایک طرف، کاپی پیسٹ اور بعینہ نقل بھی بہت آسان ہے۔ گیان چند سرقہ کے حوالے سے اپنی کتاب تحقیق کا فن میں لکھتے ہیں کہ:

> یعنی دوسروں کی ذہنی پیداوار اور مثلاً دلائل سوچنے کے خطوط وغیرہ کو اپنا بنا کر پیش کرنا بھی سرقہ کہلاتا ہے عاریت سے سرقے تک کئی منزلیں ہیں۔ خیال کی مماثلت لازماً سرقہ نہیں، فقروں کی مماثلت سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا مظروف خیال بعد کے مصنف نے پیشتر کے مصنف سے اڑایا ہے اگر الفاظ اور مفہوم دونوں بالکل یا بہت کچھ ملتے ہوں اور ان کا اعتراف نہ کیا گیا ہو تو وہ بھی سرقہ ہے۔[3]

اگرچہ سرقے کا تعلق تخلیق و تحقیق (رسمی و غیر رسمی) دونوں سے ہے اور اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ بہت سے اداروں میں فرد یا مختلف افراد کی محنت دوسرے شخص کے نام سے سامنے آتی ہے۔ شاگردوں اور ماتحت افراد کی تحقیق اور محققین کا صلہ بھی دیگر لوگ لیتے ہیں۔ یہ بات تحقیق کی اخلاقیات کے خلاف ہے۔ کسی منصوبے میں شریک کار تمام افراد کو یکساں نام، صلہ اور مفادات ملنے چاہیں۔ لیکن ایسا کام کرنے والے اور گروپ تحقیق کرنے کی صورت میں عموماً ایک فرد فائدہ اٹھاتا ہے، جبکہ باقی کا حق غصب کیا جاتا ہے۔ رشید حسن خان اپنے ایک مضمون میں اس عمل کے متعلق لکھتے ہیں:

> یہ طریقہ وبا کی صورت اختیار کر چکا ہے کہ کام تو کرتے ہیں دوسرے اور سامنے آتا ہے کسی اور کی کاوش کا روپ دھار کر اور اس طرح اس سے فوائد حاصل ہوتے ہیں مالی یا دوسری نوعیت کے وہ سب ایک ایسے صاحب کو حاصل ہوتے ہیں جن کا حصہ اس کام میں کم سے کم ہے یا بالکل نہیں ہے، اس طریقہ غارت گری نے بہت خرابیاں پھیلائی ہیں، بات صاف ہے کہ ایسی صورت میں جب کام کرنے والوں کو معلوم ہو گا کہ یہ کام کسی دوسرے کے نام سے شرف انتساب پائے گا وہ اس کام کو سچی لگن کے ساتھ بھی نہیں کر سکتے۔ ادبی تحقیق مزدوری نہیں ہوتی جس کو شام تک ہی کرنا ہے اور معاوضہ لے کر ہاتھ جھاڑ کر الگ ہو جانا ہے۔ اس میں آنکھوں کا تیل ٹپکانا پڑتا ہے اور دل خون کرنا پڑتا ہے۔[4]

رشید حسن خان نے جس کڑے معیار کا ذکر کیا ہے تحقیق حقیقت میں اتنی ہی مشکل اور کڑی ہوتی ہے۔ لیکن ان معیارات پر پورا اترنے والا محقق کم ہی ملتا ہے۔

اگر ہم ادبی سرقے کی بات کریں تو ادبی تحقیق میں بھی سرقہ کئی طرح کا ہوتا ہے اس حوالے سے گیان چند نے ادبی سرقے کی درج ذیل اقسام بتائی ہیں۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ

سیرین نے سرقے کی تین قسمیں کی ہیں۔

1۔ Patch work quilt

2 ۔ لفظ بہ لفظ چوری

یعنی ایسا لحاف جس کا ابرہ مختلف کپڑوں کی پیودوں کو سی کر تیار کیا گیا ہو، مرداہے جا بجا دوسروں کے جملے لے کر چپکا دینا۔

3۔ دوسروں کی دریافتوں کا اپنے الفاظ میں خلاصہ کر دینا۔

آخر الذکر میں اگر ماخذ کا اعتراف کر لیا جائے تو سرقہ نہیں۔ ماخذ کا اعتراف نہ کرنے کی صورت میں یہ سرقہ ہے۔[5]

اوپر دیے گئے اقتباس میں سرقے کی تین اقسام بتائی گئی ہیں،

1۔ لفظ بہ لفظ چوری

2۔ ٹکڑے کاٹ کر استعمال کرنا

3۔ دوسرے کی کی تحقیق کا خلاصہ کر دینا

گیان چند کی بتائی ہوئی ان تین صورتوں کے علاوہ بھی سرقہ ہو سکتا ہے

4۔ ترجمہ کرنا

5۔ اپنی ہی تحقیق کو دوبارہ کسی جگہ پر نئے عنوان کے تحت شامل کرنا

6۔ کسی کی تحریر اپنے نام سے چھپوانا

اس طرح کے سرقے کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو پہلی قسم کا سرقہ ایسا ہے کہ آج کل کے دور میں اوپن آے آئی نے یہ بہت سہولت پیدا کر دی ہے کہ آپ اس پر کچھ بھی لکھ دیں وہ اس کا کوئی نہ کوئی نتیجہ ضرور نکال دیتا ہے جس سے یہ ہوتا ہے کہ عام طور پر جلد بازی کا شکار

طالب علم یا ایسے محقق جو جلد اور سستی شہرت حاصل کرنا چاہتے ہیں ان تحریروں کو اپنے نام کے ساتھ شائع کر دیتے ہیں یا اپنے تحقیقی مقالے کا حصہ بنالیتے ہیں، وہ ایک طرح کے ادبی سرقے کو اپناتے ہوئے اپنی تحریر مکمل کرتے ہیں۔

اس کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں جیسے وقت کی کمی، کمزور تحقیقی صلاحتیں، ترقی کی دوڑ، اداروں کی کمزور پالیسیاں، کاپی پیسٹ کلچر کا فروغ وغیرہ لیکن اس حوالے سے ڈاکٹر وحید قریشی کہتے ہیں کہ:

> صنعت کاری کی عمومی رونے جہاں دوسرے ممالک میں اخلاقی قدروں کی شکست وریخت کی ہے وہاں پاکستان بھی ان کی زد سے نہیں بچ سکا۔۔۔۔ محنت سے جی چراتے ہوئے، آسان راستوں کی تلاش ہمارے تحقیقی وادبی کارناموں میں واضح نقش چھوڑ رہی ہے سہل نگاری کے کئی مظاہر ہو سکتے ہیں:
>
> (الف) حوالوں میں جعل سازی، یعنی متاخر کتب سے مواد لے کر معاصر کتب کا حوالہ درج کرنے کی رسم۔
>
> (ب) حوالوں کے قلم بند کرنے میں بے احتیاطی
>
> (ج) ددوسروں کو کیے ہوئے علمی کام کو معمولی ردوبدل سے (بغیر حوالے کے) اپنے ہاں سمو لینے کا رواج۔[6]

ڈاکٹر وحید قریشی نے اس وقت اس بات کو بھانپ لیا تھا کہ صنعت کی ترقی جہاں سہولت پیدا کر رہی ہے وہاں اخلاقی اقدار کو بھی نقصان پہنچائے گی۔

وقت بدلنے کے ساتھ سرقے کے کی نوعیت اور وسائل اور ذرائع بھی تبدیل ہوتے جا رہے ہیں۔ جدید دور میں مصنوعی ذہانت یا AI ایک نسبتاً نیا طریقہ یا آلہ ہے جس کی مدد سے طلبہ کے ساتھ ساتھ بہت سے نو آموز محققین کے لیے بھی سہولت پیدا ہو گئی ہے اور عمومی روش کے زیر اثر طلبا اپنی تحقیق میں بھی ان سے حوالوں کے بغیر مدد لے رہے ہیں۔

اے آئی نے جہاں کئی طرح کی سہولیات مہیا کی ہیں وہاں سرقہ کی نوعیت میں بھی بہت بڑی تبدیلی لائی ہے۔ اس نے متن کی تیاری کے عمل کو کاپی پیسٹ (copy and past) کی نسبت زیادہ پیچیدہ بنا دیا ہے جہاں یہ خود ساختہ متن مہیا کر رہا ہے اور اس کی تیاری کے لیے اکثر اوقات انتہائی کمزور حوالوں کا سہارا لیتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس متن کا سرقہ معلوم کرنا آسان نہیں۔

اس کی طرف ڈاکٹر فاخرہ نورین نے بھی اشارہ کیا ہے۔ اپنے ایک مضمون سرقہ: اقسام، تعین اور سدباب میں بھی کیا ہے جہاں وہ سرقے کی کئی اقسام کا ذکر کرتے ہوئے ارادی سرقے کی ذیل میں لکھتی ہیں

"ارادی طور پر کیے جانے والے سرقے میں مصنف دیدہ ودانستہ اپنے پورے شعور اور ارادے کے ساتھ کسی اور کے کام، خیال یا تحریر کو اپنی کہہ کر پیش کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چیٹ جی پی ٹی یا مصنوعی ذہانت کی مدد سے لکھی گئی کوئی اسائنمنٹ، مقالہ شائع یا، مضمون شائع کروانا[17]

اب جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ سرقے کی کئی اقسام سامنے آرہی ہیں، جن میں کلی یا جزوی طور پر سرقہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ مثلاً

1۔ مصنوعی ذہانت کے ٹولز سے براہ راست استفادہ کرکے متن کو اپنا ظاہر کرنا۔

2۔ مصنوعی ذہانت کے ٹولز سے لکھوانے کے بعد اسے اپنے الفاظ میں ڈھال کر پیش کرنا۔

3۔ مصنوعی ذہانت کو کوئی متن دینا اور اس کی Paraphrasing کرکے پیش کرنا۔

4۔ اپنے ہی کسی متن کو مصنوعی ذہانت کی مدد سے نئے اسلوب اور انداز بدل کر پیش کرنا۔

ان صورتوں کے سامنے آنے کی وجہ وہ کئی طرح کے طریقے اور ٹولز ہیں جن کی مدد سے نہ صرف نیا متن تحریر کیا جاسکتا ہے بلکہ اس کو سرقے سے پاک بھی بنایا جاسکتا ہے مثلاً Automatic Article Generator (AAG) ایک ایسا ٹول ہے جس کے ڈیٹا بیس میں لاتعداد مضامین، مقالے اور کتابیں محفوظ ہیں اگر کوئی متن اس کے ذریعے سے تیار کرایا جاتا ہے تو یہ نہ صرف اسی علم کے جارگن میں ہوتا ہے بلکہ ساتھ ہی سرقہ سے پاک بھی ہوتا ہے کیونکہ اس میں کئی طرح کے اسلوب اور جملوں کی ساختیں موجود ہیں اور پہلے سے موجود مواد کو از سرنو ترتیب دینے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔

اسی ایک ٹول کی مدد سے لوگ ہزاروں کی تعداد میں کتابیں لکھ رہے ہیں اور پیش کر رہے ہیں۔

اس طرح کے ٹولز اور حربے جہاں اخلاقی برائی ہیں وہاں علم اور تحقیق کی راہ میں انتہائی رکاوٹ کا باعث بن رہے ہیں۔ معلومات نقل در نقل ہونے کے ساتھ ساتھ اب بہت حد تک غیر معیاری اور غیر مستند بھی ہونے لگی ہیں۔ چیٹ جی پی ٹی یا ڈیپ سیک جیسے ٹولز میں تو خاص طور پر نتائج، دی گئی ہدایات کے بالکل مطابق ہوتے ہیں۔ اگر کوئی غلط یا غیر معیاری سوال بھی کیا جائے تو اس کے بھی کچھ نہ کچھ نتائج نکل آتے ہیں۔

ابھی تک جدید دور کے تقاضوں کے مطابق سرقے کی نئی تعریف متعین کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اب تک اکثر ماہرین اس بات سے اتفاق نہیں کرتے کہ مصنوعی ذہانت کی مدد سے کیا گیا کام سرقہ ہوتا ہے لیکن پھر بھی بعض ادارے اس حوالے سے نئی منصوبہ بندی کر رہے ہیں کہ کون سا حصہ سرقہ ہوگا اور کون سے حصے کو استثنا حاصل ہوگا۔ لیکن ان مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے اس وقت اکثر اداروں میں اس حوالے سے پالیسی بنائی جارہی ہے مثال کے طور پر

Doing academic work requires that the work you turn in is your own. A paper that is written by AI is not considered your own original work.

It doesn't matter which AI program/software you use. Using any of these to write your papers is considered a form of plagiarism. [8]

یہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ علمی و تحقیقی دنیا کو مصنوعی ذہانت کی زد میں آنے والی تحقیق کے حوالے سے بھی کافی تشویش ہے۔

Using AI tools to assist in your work, such as language models, machine translation, or content generators, and including platforms like ChatGPT, Google Bard……………

- Using AI platforms dishonestly or to gain an unfair advantage [9]

اس طرح ہم دیکھ سکتے ہیں کہ دنیا میں اکثر تعلیمی اور علمی اداروں میں اس حوالے سے قانون سازی کی جا رہی ہے کہ مشین کا لکھا ہوا کام اگر کسی حوالے کے بغیر پیش کیا جائے تو سرقے کی زمرے میں آئے گا۔

جیسے پہلے سے موجود سرقے کی جانچ کے کئی طریقے موجود ہیں۔ ویسے ہی جدید دور میں بھی مختلف سافٹ ویئرز اس حوالے سے دستیاب ہو گئے ہیں۔ جن کی مدد سے سرقے کو پکڑا جا سکتا ہے۔ لیکن ابھی تک انسانی کے بالارادہ کیے گئے مشینی یا اے آئی کے سرقے کو جانچنے کے لیے کوئی ٹول دستیاب نہیں ہو سکا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ادارے اس حوالے سے بروقت قانون سازی کریں اور محققین کی ذہن سازی کریں کہ وہ اخلاقی طور پر اس جرم سے دور رہیں۔ ساتھ ہی اس بات کی طرف بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ایسا تحقیقی یا تخلیقی کام جو کسی فرد نے اپنی محنت کے بجائے اے آئی ٹول کی مدد سے تشکیل دیا ہو اس کا حوالہ دیا جائے تاکہ اس کی اصل صورت اور اہمیت واضح ہو سکے۔

حوالہ جات

1.https://www.ox.ac.uk/students/academic/guidance/skills/plagiarism#:~:text=The%20University%20defines%20plagiarism%20as,your%20work%20without%20full%20acknowledgement

2 .https://www.britannica.com/dictionary/eb/qa/what-is-plagiarism

3۔گیان چند، تحقیق کا فن، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد طبع سوم،2012ء ص202
4۔رشید حسن خان، ادبی تحقیق سے متعلق بعض مسائل، مشمولہ نگار پاکستان کراچی،1968ص30
5۔گیان چند، تحقیق کا فن، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد طبع سوم،2012، ص۔202
6۔وحید قریشی، ڈاکٹر مقالات تحقیق، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور،1988ص16
7۔فاخرہ نورین، سرقہ: اقسام، تعین اور سدباب، مشمولہ، علمی نثر اصول اور رسمیات، مرتبہ، ناصر عباس نیر، شائستہ حسن، گرمانی مرکز زبان و ادب، لمز، لاہور، فروری 2024ء، ص67

8. https://library.sjsu.edu/plagiarism/ai-and-plagiarism#:~:text=Doing%20academic%20work%20requires%20that,considered%20a%20form%20of%20plagiarism. 2025-06-11

9. https://englist.com/en/plagiarism-policy/ 11-06-2025

References:

1. https://www.ox.ac.uk/students/academic/guidance/skills/plagiarism#:~:text=The%20University%20defines%20plagiarism%20as,your%20work%20without%20full%20acknowledgement

2. https://www.britannica.com/dictionary/eb/qa/what-is-plagiarism

3. Gyan Chand, The Art of Research, National Language Authority, Islamabad, 3rd Edition, 2012, p. 202

4. Rashid Hassan Khan, Some Issues Related to Literary Research, included in Negar Pakistan Karachi, 1968, p. 30

5. Gyan Chand, The Art of Research, National Language Authority, Islamabad, 3rd Edition, 2012, p. 202

6. Waheed Qureshi, Doctoral Research Articles, Western Pakistan Urdu Academy, Lahore, 1988, p. 16

7. Fakhera Noreen, Plagiarism: Types, Determination, and Prevention, included in Academic Prose Principles and Formalities, edited by Nasir Abbas Nair, Shaista

Hassan, Gurmany Center for Language and Literature, LUMS, Lahore, February 2024, p. 67.

https://library.sjsu.edu/plagiarism/ai-and
plagiarism#:~:text=Doing%20academic%20work%20requires%20that,considered%20a
20form%20of%20plagiarism
2025-06-11

9. https://englist.com/en/plagiarism-policy/
11-06-2025